دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد
مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

سوال: مندرجہ ذیل اُمور کے بارے میں برائے کرم قرآن وسُنّت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

① مساجد کمیٹیوں کی شرعی حیثیّت کیا ہے؟ نیز ان کا دائرہ اختیار کیا ہے؟

② کیا ائمہ و خطباءِ ملّتِ اسلامیہ ان کمیٹیوں کے فیصلے واحکامات کے پابند ہیں؟ خصوصاً جبکہ:

الف: ارکان کمیٹی تعلیماتِ اسلامیہ سے ناواقف یا صوم وصلوٰۃ کے پابند نہ ہوں۔

ب: یہ لوگ مسئلہ ختمِ نبوّت کے بیان کو شرانگیز قرار دے کر بیان کرنے والے عُلماء کی تذلیل و تحقیر کریں۔

ج: شیعہ حضرات سے مسجد کے لیے چندہ وصول کر کے اُن کو کچھ نہ کہنے کا حکم جاری کریں۔

③ کیا امام وخطیب مذکورہ کمیٹیوں کی اجازت کے بغیر نمازیوں کے مشورے سے اوقات صلوٰۃ تبدیل کر سکتا ہے؟

④ جو آدمی امام کو اپنا نوکر و ملازم اور حقیر جانتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اُن کی نماز ایسے امام کے پیچھے دُرست ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

⑤ کن وجوہات کی بناء پر یہ کمیٹیاں امام وخطیب کو اپنے منصب سے ہٹانے کی مجاز ہوتی ہیں؟ اور ان کے کہنے پر بلا شرعی عذر ائمہ کو منبر و محراب خالی کر دینا چاہیے کہ نہیں۔

الجواب باسم ملھم الصواب حامداً ومصلیاً۔

استفتاء میں جو مسائل اُٹھائے گئے ہیں یہ بہت سی جگہوں میں پائے جاتے ہیں مذکورہ سوالات کا

سیدھا جواب دینے سے حالات سدھر نہیں جائیں گے کیونکہ ایسے حالات میں عام طور سے جب تک طرفین شرعی حکم کو تسلیم کرنے کا عزم نہ رکھتے ہوں۔ سیدھا سیدھا حکم بتانا لا حاصل ہوتا ہے۔

ان حالات کے اسباب بہت سے ہیں۔ مثلاً

(۱) مساجد کی کمیٹی کے ارکان اکثر اوقات اپنی دنیوی وجاہت یا مال یا دنیوی عہدے کی بنا پر بنتے ہیں جن میں سے بہت سوں کو دین کی باتوں کی اہمیت لوگوں کو صحیح صحیح باتوں کی تبلیغ کی ضرورت اور گمراہیوں اور گمراہوں کی سازشوں کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ گمراہوں کے تذکرہ کو یہ لوگ فرقہ پرستی اور تعصب سمجھتے ہیں اور اُن کے نزدیک دینی غیرت بھی مذموم تعصب ہی کا حصّہ ہے حالانکہ نہ تو ہر تعصب مذموم ہے اور دینی غیرت تو خود ایک مستقل قابلِ تعریف چیز ہے۔

یہ انگریزوں کے عطا کردہ نصاب تعلیم کی عجیب کرشمہ سازی ہے کہ مُسلمانوں کے اکثریتی گروپ کو فرقہ پرستی اور تعصب کا طعنہ دیا جاتا ہے اور خود اپنے ہی دیتے ہیں اور گمراہوں کو اقلیت سمجھ کر اُن کو قابلِ ہمدردی سمجھا جاتا ہے اور اُن کو ہر طرح کی رعایت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ ان کے بے انتہا تعصّب اور پُرتشدّد بیانات کو بھی ہلکا سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ کسی کے باپ کو گالی دے دی جائے تو بدلہ لینے کو حق سمجھا جاتا ہے، لیکن کسی صحابی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سبّ وشتم کیا جائے تو یہ لوگ اس کے جواب کو فرقہ واریت پر محمول کرتے ہیں۔

(۲) بہت سوں کے اپنے طبع زاد مسائل ہوتے ہیں جو اُن کو شریعت کے بیان کردہ صحیح مسائل سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔

(۳) جو اُن میں سرکاری ملازمین ہوتے ہیں۔ اُن میں سے بہت سوں کو سرکاری کارروائی کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا وہ کسی ایسی بات کی جُرأت نہیں کرتے جس سے اُن کی ملازمت پر کچھ اثر پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(۴) بعض ان میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو حقائق کا علم بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ بھی بے خبری اور لاعلمی کی بنا پر مخالفت کرتے ہیں۔ ایسوں کے حق میں ضرورت ہوتی ہے کہ امام وخطیب ان لوگوں سے تعلّق بنائیں۔ ان سے خیر خواہی کریں۔ انفرادی مجلسوں میں ان سے مذکورہ مسائل میں گفتگو کریں۔

ان میں سے اچھے لوگ یقیناً حقائق کو سمجھیں گے اور اُن کی تبلیغ کی ضرورت کو بھی محسوس کریں گے۔

(۵) بعض اوقات ائمہ وخطبا کی اپنی علمی حیثیّت متوقع معیار سے کم ہوتی ہے جس کی بناء پر غلطیوں کا

صدور لوگوں کے دلوں سے اُن کی وقعت مزید کم کرنے کا باعث بنتا ہے۔

(۶) بعض اوقات محلّے میں رہنے والے با اثر شیعہ اور قادیانیوں یا دیگر گمراہوں سے خوف ہوتا ہے اس لیے کمیٹی والے ہر ایسے بیان کو شرانگیز قرار دیں گے جس سے اُن کی جانب سے کسی شکایت کا اندیشہ ہو۔

بہرحال اوّل تو ملازمت اختیار کرنے سے پہلے ہی شرائط و پابندیوں کے بارے میں دریافت کر لینا چاہیے۔ اگر کوئی غیر شرعی پابندی لگائی جاتی ہو تو ملازمت اختیار نہ کریں اور اگر ملازمت اختیار کر لی ہے اور برسرِ منبر ختم نبوّت اور دیگر حقائق کو بیان کرنے کی اجازت نہیں ملتی تو تبلیغ کا دوران ختم نہیں ہوگا ۔ انفرادی طور پر لوگوں سے گفتگو کریں، نمازیوں سے بھی اور مسجد کی انتظامیہ کے ان افراد سے بھی جو تیّار ہوں۔ بلکہ یہ تو زیادہ مؤثّر اور پائیدار طریقہ ہے۔ مختلف طریقوں سے تحریری شہادتوں کے ساتھ جب بات اُن کے سامنے رکھیں گے تو کچھ لوگ تو متأثر ہوں گے جو متأثّر ہوں گے وہ ان حقائق کو خود آگے پہنچائیں گے ۔ برسرِ منبر بھی یہ کام اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی جماعت کا نام لیے بغیر آپ دین کی اصل تعلیمات بتاتے رہیے۔ اس سے سُننے والوں کو بُنیاد فراہم ہو جائے گی۔ پھر کبھی حالات سازگار ہوں تو اعلانیہ بھی ایسے بیان کر سکتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مایوس نہ ہوں کام کرنے والے تو اپنے لیے خود راہیں فراہم کرتے ہیں ایک راہ بند ہوتی ہے تو دوسری راہ بنا لیتے ہیں اور کام کرنے کی راہیں بہت ہیں۔

سوالات ۲؍ اور چار کے لیے تو مندرجہ بالا تحریر کافی ہے۔

نمبر۱۔ مسجد کمیٹی کی حیثیت مسجد کے متولی کی سی ہے۔ ان کے دائرہ اختیار میں مسجد کی دیکھ بھال اور اُس کا انتظام وغیرہ ہے جس میں امام وخطیب کا تقرر بھی ہے۔

نمبر۳۔ کمیٹی کی اجازت کے بغیر از خود دیگر نمازیوں کے مشورے سے وقت تبدیل نہ کرے اِلّا یہ کہ کمیٹی اس پر مجبور کرتی ہو کہ نمازیں وقت شروع سے پہلے یا وقت ختم ہونے کے بعد پڑھائیں یا مستحب وقت کا خیال نہ رکھیں، لیکن اُمیّد نہیں کہ کوئی انتظامیہ یا کمیٹی اس طرح کا حکم کرتی ہو۔

نمبر۵: امام وخطیب اپنا کام صحیح طریقے پر نہ کرتے ہوں، مثلاً سستی و لاپرواہی کرتے ہوں یا غلط مسائل بتاتے ہوں یا فسق کے مرتکب ہوں تو کمیٹی اُن کو معزول کر سکتی ہے۔ فقط؛ واللہ تعالیٰ اعلم۔